مشرقی پاکستان کے صوفیائے کرام

حضرت مخدوم جلال الدین

اور ان کے چند ہم عصر

وقار راشدی ایم اے

حضرت مخدوم جلال الدین المعروف بہ شاہ روپوش کا شمار بنگال کی ممتاز دینی شخصیتوں اور عارفان کامل میں ہوتا ہے۔ آپ نے دین کی نہایت گرانقدر خدمات انجام دی ہیں۔ آپ یمن کے ایک صوفی خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ آپ کی ولادت باسعادت ۱۲۷۵ء میں بمقام یمن ہوئی۔ آپ نے نیشاپور میں تعلیم و تربیت حاصل کی۔ کچھ عرصہ تک یمن کے ایک مدرسہ میں مدرس کے فرائض انجام دیتے رہے۔ انہیں دنوں فقہ، حدیث اور علوم دینی کا وسیع مطالعہ کیا اور حقائق و معارف کا گہرا جائزہ لیا۔ وحدت الہی اور وحدت رسالت کی حقیقتوں سے آشنا ہوئے۔ تلاش حق اور جستجوئے معرفت میں اس درجہ محو ہوئے کہ آپ پر مجذوبیت کا عالم طاری ہوگیا۔ اللہ کی محبت و اطاعت۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق میں ایسے دیوانے ہوئے کہ دنیاوی لذتوں سے بیگانے ہوگئے۔ اپنی زندگی اپنی ایک ایک سانس اللہ اور اس کے رسول کی خوشنودی اور مستحقین دین کے لئے مخصوص کردی۔ اپنے محبوب وطن یمن کو خیر باد کہا۔ عراق اور دیگر ممالک کی خاک

چھانتے ہوئے کشاں کشاں بنگال پہنچے۔ یہ سرزمین اتنی پسند آئی کہ اس کو اپنے مقصد کے لئے منزل قرار دی اور یہیں قیام فرمایا۔

حضرت مخدوم جلال الدین روپوش نے بنگال میں ضلع راجشاہی کو دینی مشن کا مرکز قرار دیا۔ آپ اس زمانے میں سرزمین بنگال میں وارد ہوئے تھے جب حکومت کی باگ ڈور علم دوست اور صوفی نواز بادشاہ شاہ سلطان حسین کے ہاتھوں میں تھی۔ شاہ سلطان حسین، حضرت مخدوم جلال الدین روپوش سے بے پناہ عقیدت رکھتے تھے اور برابر آپ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا کرتے تھے انہوں نے خدمت دین کے خاطر حضرت مخدوم جلال الدینؒ کو ہر طرح کی آسائش وسہولت فراہم کرنے کی کوشش کی لیکن حضرت نے ہمیشہ یہی فرمایا کہ فقیروں کو آرام وآسائش سے کیا مطلب۔ انہیں کسی بادشاہ کی مدد کی ضرورت نہیں۔ وہ صرف اس بادشاہ کے محتاج ہیں جو تمام شہنشاہوں کا شہنشاہ ہے میں نے اپنا ملک اپنا وطن اس لئے ترک کیا کہ قدرت کے مظاہر اپنی آنکھوں سے دیکھوں ملک ملک کی اس لئے سیر کی کہ کائنات کی نیرنگیوں میں اپنے خالق کا پرتو دیکھ سکوں۔ آسمان پر یہ چمکتے تاروں کا ہجوم آفتاب عالم تاب کی ساری دنیا پر ضیا پاشی ماہتاب کی چاندنی کی ٹھنڈک زمین پر رنگ برنگے پھول بڑی بڑی چٹانیں چٹانوں میں ابلتے ہوئے چشمے چشموں سے بہتے ہوئے صاف شفاف پانی سمندر کی لہریں اور دریاؤں کی موجیں طرح طرح کے چھوٹے بڑے سایہ دار پھل دار درخت غرض آسمان سے زمین تک اور زمین سے آسمان تک کا ایک ایک ذرہ اپنے خالق کی جلوہ ریزی کر رہا ہے ان جلوؤں میں کھو کر کچھ پانے کی کوشش کرنا ہی فقیروں کا مشرب اور اہل تصوف کا مسلک ہے تخلیقات کائنات کے مشاہدے کے لئے مصائب ومشکلات کا سامنا ضروری ہے۔ جب آدمی آلام ومصائب کی منزل پر پہنچتا ہے تو اسے سخت آزمائشوں سے گزرنا پڑتا ہے۔ جو شخص ان

میں کامیاب وکامراں ہو جاتا ہے وہی بندۂ خدا کہلانے کا مستحق ہوتا ہے اے شاہِ وقت بہتر یہی ہے کہ میرے راستہ میں نہ آ۔ اور میرا حق مجھ سے نہ چھین!

شاہ سلطان حسین حضرت شاہ مخدوم جلال الدین کی ان معرفت آمیز ومعارف خیز باتوں سے بہت متاثر ہوئے اس کے بعد سے آپ کو کبھی کچھ نہ کہا۔ لیکن اس کے باوجود آپ کا بے حد خیال رکھتے تھے۔ آخر وقت تک ارادت واحترام میں کمی نہ آئی۔

حضرت شاہ مخدوم جلال الدین ان اللہ والوں میں سے تھے۔ کہ جنہوں نے اللہ کی راہ پر بڑی بڑی قربانیوں سے دریغ نہ کیا ہر قسم کے جذبات کو دینی خدمات پر نثار کر دیا۔ ایسے حالات میں تبلیغ اسلام کا بیڑا اٹھایا۔ جب ہندو مسلمانوں کے سخت دشمن تھے۔ بعض علاقوں میں تو اللہ کے نام لینے والوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا جاتا تھا۔ ان حالات میں چراغ توحید روشن کرنا آپ ہی کا کام تھا۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ سلطان حسین شاہ نے بھی آپ کا ہاتھ بٹایا۔ اس اعتبار سے سلطان حسین شاہ کا نام تاریخ اسلام میں زندہ جاوید رہے گا۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ آپ اپنی ذاتی کوششوں اور انتھک محنتوں سے اپنے بلند مقصد میں کامیاب ہوئے آپ نے بے شمار بت پرستوں کو خدا پرستی کی تلقین کی خصوصاً ضلع راجشاہی کے ان علاقوں میں جہاں بت پرستی کے علاوہ آفتاب، چاند، پہاڑ دریا کی پرستش عام تھی۔ ہندو رسم ورواج نے انسانی ذہنوں کو حقیقت ومعرفت سے دور کر رکھا تھا وہاں آپ نے اپنے اخلاق کریمہ اور اوصاف حمیدہ سے ایسی ایمان افروز فضا پیدا کر دی۔ ایک ایسے اسلامی معاشرے کی تشکیل کی کہ ساری ظلمت روشنی میں بدل گئی ایک نیا صحت مند ماحول، نئی روح پرور فضا اور نئے اسلامی ضوابط نے جنم لیا۔

آپ مجموعۂ کمالات اور جامع الصفات بزرگ تھے آپ کے کمالات کی شہرت دور دور تک تھی۔ چنانچہ باگھ کے پیر صاحب کے ساتھ آپ کے بڑے مراسم تھے۔ سلطان ابوالمظفر حسرت شاہ آپ کے عرفان و کمال کا دل سے معترف تھا۔ وہ آپ کو اپنی عنایتوں اور نوازشوں سے نہال کر دینا چاہتا تھا لیکن آپ نے کبھی کوئی عطیہ قبول نہیں کیا۔ البتہ آپ کی وفات حسرت آیات کے بعد آپ کی اولاد کو زمین کا ایک وسیع حصہ بطور جاگیر عطا ہوا۔ حضرت شاہ مخدوم نے بڑی طویل عمر پائی۔ آپ نے ۱۵۹۲ء میں ایک سو سترہ سال کی عمر میں رحلت فرمائی۔

حضرت شاہ مخدوم جلال الدین روپوش کے کمالات و کرامات کا چرچا آج بھی بنگال کے اکثر علاقوں میں ہوتا ہے۔ پدما ندی کے مشرقی جانب ایک قدیم طرز کی مسجد زمانۂ ماضی کی تاریخ کی غماز ہے۔ یہ مسجد حضرت شاہ مخدوم کے دور میں تعمیر ہوئی تھی۔ یہ مسجد دراصل گوناگوں خصوصیات کے اعتبار سے ایران و ہند کے معماروں کے مشترکہ فن تعمیر کی ایک دلفریب شاہکار ہے۔ اس مسجد سے متصل حضرت شاہ مخدوم کا مقبرہ شریف ہے۔ ۱۶۲۹ء میں کچھ عقیدتمندوں نے اس مقبرے کی چہار دیواری کھچوادی پھر ۱۹۰۴ء میں اللہ کے بعض نیک بندوں نے اس مقبرے کی حفاظت اور استحکام کی خاطر اس پر چھت ڈلوادی اور اسے ایک درگاہ کی شکل دے دی آپ کی درگاہ کے احاطے میں آپ کی قبر مبارک کے آس پاس دو اور مقبرے ہیں یہ دونوں قبریں آپ کے خاندان کے دو افراد کی ہیں۔ ان کے نام معلوم نہ ہو سکے۔ ویسے لوگ مختلف نام بتاتے ہیں لیکن اصل نام کا پتہ کسی کو بھی نہیں۔

اہل تصوف و معرفت کی برکات صرف مشرقی پاکستان کے بڑے بڑے شہروں تک نہ رہیں بلکہ ڈھاکہ، چاٹگام، سلہٹ کی طرح نواکھالی اور سندیپ وغیرہ میں ان کا چشمۂ فیض جاری رہا۔ اس کی زندہ شہادت

ان علاقوں میں مشائخ دین کے مزارات سے ملتی ہیں۔

عبدالرحیم خاں لوہاری ناتھیر پیٹوا نامی مقام سے تین میل دور پدوا گاؤں میں مولانا فضل اللہ دیہات رائے پور میں اول اول سندیپ میں پھر بعد میں باسنی نامی گاؤں میں اقامت پذیر تھے۔ صوفی علیم الدین (خلیفہ مولانا امام الدین) شہر نواکھالی کے نواح محلا کھالی، بادشاہ میاں مائجدی اسٹیشن سے تین میل مغرب کی طرف دلی پور ٹونگی پاڑہ مولانا نورالدین بھاتیوا گاؤں میں حبیب الرحمن، شہر سے آٹھ میل دور موتی نگر کے دیہات میں، شاہ محمد یوسف، چوموہن اسٹیشن سے تین میل دور کوتوپور نامی دیہات میں، باپ میاں اسٹیشن سے چودہ میل دور جنوب مشرقی جانب پوشوہر ہاٹ بازار میں کاظم محمد چودھری ششو اسٹیشن سے شمالی جانب تین میل کے فاصلے پر محمد حنیف والی اللہ فینی سے سات میل دور پالوا گاؤں میں، صوفی بہاؤالدین لکھن پور تھانہ سے چار میل د۔ مغرب شمال کی طرف پالم چھر میں، شاہ ہارون ولابازار سے متصل گنگاپور میں، حبیب اللہ مجدد، حضرت مریم ثانی حشمت اللہ مجدد اور حاجی نسیم الدین نقشبندی ضلع نواکھالی میں آسودہ ہیں۔ ان حضرات کرام نے اپنے اپنے طور پر دین کی ناقابل فراموش خدمات انجام دیں۔

انھوں نے ظلمت کفر کے خلاف جہاد کیا۔ آج اسی جہاد کی بدولت ضلع نواکھالی کے گوشے گوشے میں دین وایمان کی کرنیں پھیلی ہوئی ہیں۔

حضرت پیر چنگ شاہ، حضرت صوفی پیر اعظم شاہ بغدادی کے ہم عصر تھے کہتے ہیں کہ جب آپ ذکر وفکر میں محو ہوتے آپ پر وجد کا عالم طاری ہو جاتا اور آپ عالم مستی میں سرود بجانے لگتے۔ یہ واقعہ مشہور ہے کہ ایک دفعہ جب کہ محفل ذکر وفکر گرم تھی حضرت چنگ شاہ نے حسب معمول جذب میں سرود بجانے لگے پیر اعظم شاہ خاموشی سے وہاں سے اٹھ کر چلے گئے۔ اس کے بعد دونوں میں سے کسی نے ایک دوسرے کو

نہ دیکھا نہ سنا۔

معلوم ہوتا ہے کہ پیر اعظم کو چنگ شاہ کو طبلہ بجانا ناگوار گزرا۔ پیر چنگ کے مزار کا نشان نہیں ملتا۔

ان کے علاوہ شام پور واتھورا میں شاہ ذکی الدین اتر یا تھیا میں چاند شاہ اور ٹونگ پاڑہ میں شاہ عنایت کمر بستہ کے دینی کارناموں اور فیضان کا چرچا ہے ان علاقوں میں ان بزرگوں کے مزارات کے نشانات ملتے ہیں۔

حضرت شاہ علی بغدادیؒ کا شمار ڈھاکا کے مشائخ کبار میں ہوتا ہے آپ کی ذات بابرکات سے ڈھاکہ اور ڈھاکہ کے گرد و نواح میں شمع ہدا روشن ہوئی آپ بغداد سے تشریف لائے تھے۔ شہر ڈھاکہ سے سات میل دور میر پور کے علاقے میں ایک قدیم مسجد میں چلا گیا تھا۔ آپ نے مسجد کے دروازے بند کر لئے تھے کہ دوران اعتکاف کوئی مخل عبادت نہ ہو آپ اس عالم محو میں اپنے معبود حقیقی سے جا ملے۔ اسی مسجد کے احاطے میں آپ کو سپرد خاک کیا گیا۔

حضرت شاہ اسمٰعیل غازی اشاعت اسلام کی غرض سے مکہ معظمہ سے لکھنوتی تشریف لائے تھے۔ اس زمانے میں لکھنوتی (بنگالا) سلطان محمود شاہ کا پایۂ تخت تھا۔ فن سپہ گری میں ماہر دیکھ کر سلطان موصوف نے آپ کو اپنی فوج کا سپہ سالار مقرر کر دیا۔ آپ ہی کی مدد سے کامروپ کے راجہ کو شکست ہوئی جس کے صلے میں آپ کو کامروپ کا گورنر مقرر کیا گیا لیکن آپ نے اس عہدے کو قبول نہ کیا اور منصب فقر کو ترجیح دی۔ پھر گھوڑا گھاٹ کے صوبہ دار نے سلطان کے ایسے کان بھرے کہ اس نے آپ کو شہید کروا دیا۔ آپ کی نعش مبارک کو ضلع رنگ پور میں چار مختلف جگہوں میں دفن کیا گیا۔

حضرت بدیع الدین شاہ مدارؒ بنگال میں سلسلہ مداریہ کے علم بردار

اور حضرت سید شیخ ابو اسحق کے فرزند ارجمند تھے۔ آپ نے تبلیغ و اشاعت کا مشن لیکر پاک و ہند کے مختلف مقامات کی سیر کی۔ آپ کا قدم مبارک جہاں جہاں پہنچا کفر کی تاریکی دور ہوتی گئی اور ایمان کی روشنی پھیلتی گئی۔ مشرقی پاکستان کے بعض مقامات چاٹگام، فرید پور، مداری پور کے اضلاع میں آپ کے دم سے اسلام کے نام لیوا کا بول بالا ہوا۔

حضرت قطب الدین اولیاء راج نگر تھانہ سے متصل ساگر ندی کے مغربی جانب رہا کرتے تھے۔ آپ کے آستانے میں ہر وقت عقیدتمندوں کا ہجوم رہتا آپ کے متعلق ایک واقعہ بنگال میں زبان زد عام ہے کہ ایک مرتبہ ایک پالکی میں سوار ساگر ندی کے کنارے سے گزر رہے تھے راجہ سوبا ذ نارائن اس علاقہ کا مالک تھا۔ جب اسے آپ کی آمد کا علم ہوا تو وہ اپنے چند سپاہیوں کے ہمراہ وہاں پہنچا اور حکم دیا کہ پالکی روک لو اور جو شخص پالکی کے اندر بیٹھا ہے اسے قتل کر دیا جائے۔ جب آپ کو معلوم ہوا کہ راجہ سوبا ذ نارائن آپ کے قتل کے درپے ہے تو آپ نے کہاروں کو اشارہ کیا کہ پالکی چھوڑ کر الگ کھڑے ہو جائیں۔ کہار پالکی کو نیچے رکھ کر علاحدہ ہو گئے۔

دیکھتے ہی دیکھتے راجہ پر ایک ایسی ہیبت طاری ہوئی کہ راجہ راہی ملک عدم ہوا۔ یہ حیرت انگیز منظر دیکھکر راجہ کے سپاہی ششدر رہ گئے یہ لوگ حضرت قطب الدین اولیاء کی چشم دید کرامت کے نہ صرف حیرت زدہ ہوئے بلکہ ان کے دلوں پر خوف طاری ہوگیا۔ وہ اتنے بدحواس ہوئے کہ ٹھہرنے کی تاب نہ لا سکے اور فوراً وہاں سے فرار ہو گئے۔ راجہ کے خاندان کے کئی افراد نے جب یہ غیر معمولی واقعہ سنا تو وہ بے حد متاثر ہوئے اور حضرت موصوف کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر التماس کی کہ انہیں حلقہ اسلام میں شریک ہونے کی اجازت دی جائے۔

آپ نے فرمایا۔

"اسلام اللہ کا دین اور رسول کا دین ہے اس دین کی دعوت پر ہر ایک کے لئے عام ہے۔ خوش قسمت ہیں وہ لوگ جو اس دعوت دین کو قبول کر لیتے ہیں اور جنت کے مستحق ہو جاتے ہیں۔
بدنصیب ہیں وہ انسان جو اس دین حق کی نعمتوں اور لذتوں سے محروم ہوتے ہیں اور اپنے لئے جہنم کو منتخب کر لیتے ہیں"
پھر آپ نے انہیں دائرۂ اسلام میں شریک کر لیا۔
اسلام قبول کرنے والوں میں راجہ مایا دیو نرائن کے چار بیٹے بھی تھے ان کے اسلامی نام یہ رکھے گئے تھے۔

۱۔ حاجی خاں
۲۔ عیسیٰ خاں
۳۔ جمال خاں
۴۔ کمال خاں

کرشمہ قدرت اور بندۂ خدا کی کرامت دیکھئے کہ یہ وہ چار افراد ہیں جنہوں نے حضرت قطب الدین اولیہ کا سر تن سے جدا کرنا چاہا تھا۔ لیکن ان کے دل میں خدا کا خوف ایسا طاری ہوا کہ اللہ کے آگے سر بسجود ہو گئے۔
بے دین پیدا ہوئے تھے لیکن دیندار مرے۔ آخری وقت تک یہ لوگ پکے مسلمانوں کی طرح صوم و صلوٰۃ اور نماز روزوں کے پابند رہے۔ سچ ہے
یہ رتبہ جس کو ملا سو مل گیا